اُردو شاعری اور مزاح نگاری
(عساکرِ پاکستان کے تناظر میں)

شازیہ پروین

Shazia Parveen

Ph.D Scholar, Department of Urdu,
Lahore Garrison University, Lahore.

عامرہ رسول

Amira Rasool

Ph.D Scholar, Department of Urdu,
Lahore Garrison University, Lahore.

Abstract:

"All famous writer of urdu literature have senved in the forces. There are great poets and Mazha-Nigar from all forces who not only perfoms their duties as the defenders of the bound of but also demonstrated. Their abilities by contributing to urdu poetry and Mazha-Nigari. This aritical is a review of urdu poets and urdu مزاح نگار who have been associated with ormed forces of Pakistan or still in force."

ادب لکھنے کا اختیار صرف سویلین کو نہیں بلکہ افواجِ پاکستان کے اہلِ قلم کو بھی یہ اعزاز ملا۔ نظم ہو یا نثر دونوں اصناف میں قابلِ قدر تحریریں لکھی گئیں۔ فوجی جوانوں نے اپنے فرائض منصبی کو انجام دینے کے ساتھ ساتھ ادب کی بہت خدمت کی۔ اس سلسلے میں بریگیڈیر گلزار احمد لکھتے ہیں:

> ''سپاہی کا ادیب ہونا کوئی حیرت انگیز بات نہیں یہ خیال کہ عساکر کو ادب یا ادب کو عساکر سے کوئی تعلق نہیں ایک غلط خیال ہے۔ ہر زندہ و کارفرما قوم کی عسکری صفوں میں موجود ہوتے ہیں بلکہ ایک لحاظ سے ان ہی کی وجہ سے ان اقوام کے ادب میں زندگی اور بالیدگی کی روح قائم رہتی ہے۔''(۱)

اُردو ادب کی شاعری کی تاریخ کا جائزہ لیں تو برصغیر پاک و ہند کے مشہور شعراء میں اکثر فوج سے منسلک رہے۔ جن میں امیر خسرو، جعفر زٹلی، ظہورالدین حاتم، سراج الدین علی خان آرزو، اور مرزا رفیع الدین سودا جیسے نامی گرامی شعراء شامل ہیں۔

ڈاکٹر تبسم کاشمیری رفیع الدین سودا کے بارے میں لکھتے ہیں:

''عیش وطرب کے بے شمار اسباب مہیا تھے چنانچہ باپ کے تر کے کو وہ ان ہی ایام کی عیش پرستی پر ضائع کر بیٹھے لہٰذا مجبوراً فوج کی نوکری اختیار کرنا پڑی۔ جو اُن کے طبعًا کے خلاف ثابت ہوئی۔ علمی زندگی میں پہلے پہل سپہ گری کا پیشہ اختیار کیا تھا۔ شائد مزاج کی عدم مطابقت کی وجہ سے ترک کر دیا۔''(۲)

لہٰذا کلاسیکی عہد کے بعد عہدِ جدید میں بھی یہ سلسلہ جاری رہا۔ چنانچہ دوسری جنگ عظیم کے دوران جو قابلِ ذکر فوجی شاعر نظر آتے ہیں ان میں حوالدار ناظم علی (وقار انبالوی) جن کے شعری مجموعے ''آہنگ رزم'' اور ''زبان حال'' کے نام سے شائع ہوئے۔

کیپٹن نذر محمد راشد نے بھی دوسری جنگ عظیم کے آغاز میں فوج کے محکمہ نشر واشاعت میں ملازمت اختیار کی ان کی تصانیف میں ماورا، ایران میں اجنبی، لا=انسان، گمان کا ممکن، شعری مجموعے شامل ہیں۔

اسی طرح اردو کے معروف نظم وغزل گو شاعر منیر نیازی کا تعلق بھی اُردو شعروادب میں اہم مقام رکھتے ہیں۔ یہ رائل نیوی سے منسلک رہے۔ ان کے شعری مجموعوں میں ''تیز ہوا اور تنہا پھول'' دشمنوں کے درمیان شام ''جنگل میں منگل''، ''جنگل میں دھنک'' وغیرہ شامل ہیں۔

میجر ڈاکٹر محمد خان اشرف

محمد خان اشرف ۸ نومبر ۱۹۴۱ء کو ضلع ہوشیار پور موجودہ مشرقی پنجاب (بھارت) میں پیدا ہوئے۔ آپ نے اکتوبر ۱۹۶۷ء میں پاک فوج میں کمیشن حاصل کیا اور پاکستان ملٹری اکیڈمی کاکول میں اول پاس آؤٹ ہوئے اور بہترین آل راؤنڈر کیڈٹ کا اعزاز حاصل کیا۔ اس کے بعد انھوں نے ۱۹۶۳ء میں پنجاب یونیورسٹی لاہور سے ایم۔اے اردو کیا۔ ۱۹۹۱ء میں انھوں نے اردو تنقید کے رومانوی دبستان کے موضوع پر تحقیقی کام کر کے پی ایچ۔ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔

ڈاکٹر محمد خان اشرف کا پہلا شعری مجموعہ ''درد کا سورج'' ہے جس میں تنہائی، قید اور دکھ جیسے موضوعات کا احاطہ کیا گیا ہے۔ اس شعری مجموعہ کو بہت سراہا گیا۔ احمد ندیم قاسمی کے بقول:

''درد کا سورج'' کا مطالعہ اس لحاظ سے نہایت دلچسپ ہے کہ اس میں مندرجہ تمام تخلیقات اس دورِ آزمائش کی یادگار ہیں۔ جب مصنف دشمن کی قید میں تھا۔ یہ مجموعہ اس حقیقت کا ثبوت ہے کہ جسم کو تو محسوس کیا جا سکتا ہے مگر جذبہ واحساس اور تصور وخیال کو کوئی زنجیر نہیں پہنائی جاسکتی۔ یوں یہ مجموعہ کلام محمد خان اشرف کے اس عزم کی علامت بن گیا ہے کہ رات کو آخر صبح میں بدلتا ہے۔ خزاں کو بہار کے لیے جگہ خالی کرنی ہے اور اسیروں کو زود یا بدیر رہا ہونا ہے۔ اس نقطۂ نظر سے ''درد کا سورج'' کا خیر مقدم ہونا چاہیے کہ یہ ایک ایسے مزاج کا ترجمان ہے جو اسیری میں بھی اپنی دنیا سے ذہنی اور روحانی روابط برقرار رکھتا ہے اور جو شکست کو ماننا نہیں جانتا۔''(۳)

''مداوا'' اور ''شاخِ آہو'' ان کے شعری مجموعے ہیں۔ڈاکٹر محمد خان اشرف بنیادی طور پر غزل کے شاعر ہیں۔فارسی ترکیبیں بھی ان کے کلام میں پائی جاتی ہیں اس لیے اندازہ ہوتا ہے کہ ان کو کلاسیکل اسلوب سے شغف ہے لیکن یہ نہیں کہا جا سکتا کہ ان کے موضوعات میں نُدرت نہیں۔ایسی بات نہیں ان کے مضامین جدید تر ہیں۔انھوں نے اپنی شاعری کے حوالوں میں معاشرتی موضوعات کو مدِنظر رکھا ہے۔غالب ان کے پسندیدہ شاعر ہیں۔اظہار کی سلاست وصفائی ان کے اسلوب کا خاص جزو ہے۔

میجر سید نور الحسن رضوی

میجر سید نور الحسن رضوی انھوں نے بھارتی جنگوں میں حصہ لیا۔ ان کے تین شعری مجموعے ''گردِ سفر''، ''ریگ رواں'' اور ''دشت رواں'' شائع ہو چکے ہیں۔سوار سمان الدین (ملزم) میجر محمد اعظم کمال (ساحل کی بھیگی ریت) نائیک محمد افضل گوھر (ہجوم) شامل ہیں۔مختصراً کہا جا سکتا ہے کہ ان فوجیوں نے تمام جملہ اصناف سخن جن میں غزل،نظم،قصیدہ،مرثیہ اور رباعی شامل ہے میں عساکر پاکستان کی ادبی کاوشوں کو فراموش نہیں کیا جا سکتا۔کرنل غلام سرور لکھتے ہیں:

> ''ہمارے ہاں تین قسم کے اہلِ قلم ملتے ہیں،ایک وہ جنھوں نے خالص پیشہ ورانہ موضوعات پر خامہ فرسائی کی ہے۔ دوسرے وہ جنھوں نے تاریخ، فلسفہ اور عمرانیات کے مسائل پر قلم اُٹھایا اور تیسری قسم ان ادیبوں اور شاعروں پر مشتمل ہے جنہوں نے توپوں کی باز اور گولیوں کے عین بیچ آگ میں پھول اُگائے ہیں اور جنہوں نے اپنی حکایت شب،طلوع صبح کے تابندہ لہجے میں قلم بند کی ہے۔ میرا اشارہ شاعروں، ادیبوں اور افسانہ نگاروں کی جانب ہے۔''(۴)

عساکر پاکستان کے نمائندہ مزاح نگار

کرنل محمد خان

کرنل محمد خان کے اندر ایک ادیب زمانہ علمی کے دور میں موجود تھا۔بارہ برس کی عمر میں انھوں نے پہلی بار ''بلی چوہے'' کے عنوان کے تحت کہانی لکھی۔ مزاح نگاری ان کا خاص اسلوب تھا۔ان کی تصانیف ''بجنگ آمد'' (۱۹۶۶ء) ''سلامت روی'' (۱۹۷۵ء) ''بزمِ آرائیاں'' (۱۹۸۰ء) ''بدیسی مزاح'' (۱۹۹۲ء) ان کتابوں میں ''بسلامت روی'' سب سے زیادہ طویل جو تین سو صفحات پر مشتمل ہے۔ یہ ان کی ریٹائرمنٹ کے چھ سال بعد آئی۔

ادب کی دنیا کا یہ عظیم مزاح نگار ۲۳ اکتوبر ۱۹۹۹ء کو روالپنڈی میں وفات پا گیا اور ضلع چکوال کے گاؤں بلکسر میں سپرد خاک ہوا۔رشید نثار کرنل محمد خان کی شخصیت اندازِ تحریر اور کمالِ فن کا احاطہ کرتے ہوئے اپنے ایک مضمون میں لکھتے ہیں:

> ''کرنل محمد خان ہمارے عہد کے ذہین مزاح نگار تھے۔اُنہوں نے اپنی ذہانت کو صیغہ راز میں رکھا۔ایک دن اچانک ان کے قلم میں سے شاہکار مزاحیہ ادب تخلیق کیا اور یہ بار آور کرایا کہ فوجی انسان جس کے زمین میں جنگ اور امن دونوں ساتھ ساتھ آغاز کرتے ہیں۔ انسان یک جہتی، تحفظ کا احساس اور دائمی مفاہمت اور خلوص کی تائید کے لیے تخلیقی مزاح لکھتا

ہے۔اس اعتبار سے مزاح کرنل محمد خان کے لیے حسن فطرت کا درجہ رکھتا ہے۔ چنانچہ مزاح کے بغیر زندگی اس طرح ہے جیسے پانی کے بغیر سمندر۔''(۵)

شفیق الرحمٰن

شفیق الرحمٰن مشرقی پنجاب میں پیدا ہوئے۔۱۹۴۲ء میں ساڑھے اکیس برس کی عمر میں ایم۔بی۔ایس کرنے کے بعد میو ہسپتال لاہور میں چند ماہ ہاؤس سرجن رہے۔۱۹۴۷ء میں قیام پاکستان کے بعد آپ کو بھری سے بحری فوج میں منتقل کر دیا گیا۔ جہاں سے ۱۹۷۹ء میں ریٹائر ہوئے۔دسمبر ۱۹۸۰ء میں آپ کو اکادمی ادبیات پاکستان کا چیئر مین مقرر کیا گیا۔ان کی تصانیف درج ذیل ہیں:

''کرنیں''،''شگوفے''،''مہریں''،''مدوجزر''،''پروزا حماقتیں''،''مزید حماقتیں''،''پچھتاوے''،''دجلہ (ناولٹ)''، ''جنگ اور غذا''،''نئے شگوفے (افسانوں کا انتخاب)''

سید ضمیر جعفری

سید ضمیر جعفری کا اصل نام ضمیر شاہ تھا۔سادات گھرانے سے ان کا تعلق تھا۔ پہلے وہ برطانوی فوج مین بھرتی ہوئے۔ ۱۹۴۷ء میں پاکستان بری فوج میں شامل ہوئے۔ان کی تصانیف پچاس کے قریب ہیں۔ان کی تحریر میں مظلوم انسانیت کے لیے ہمدردی کا جذبہ موجود ہے۔ان کے مزاح میں ہمدردی کا عنصر کائناتی عوامل کا احاطہ کرتا ہے:

شوق سے لختِ جگر ، نورِ نظر پیدا کرو
ظالمو! تھوڑی سی گندم بھی مگر پیدا کرو
ارتقا تہذیب کا یہ ہے کہ پھولوں کے بجائے
توپ کے گھر، بم کے سر، راکٹ کے پر پیدا کرو
شیخ ، ناصح ، منتخب ، ملا کہو کس کی نہیں
یارو کوئی ایک مردِ معتبر پیدا کرو
میری دشواری کا کوئی حل مرے چارہ گرو!
جلد تر ، آسان تر اور مختصر پیدا کرو
میری درویشی کے جشنِ تاج پوشی کے لیے
ایک ٹوپی اور کچھ مرغی کے پر پیدا کرو
حضرتِ اقبال کا شاہیں تو ہم سے اُڑ چکا
اب کوئی اپنا مقامی جانور پیدا کرو(۶)

مختصراً یہ اللہ کا شکر ہے کہ افواج پاکستان نے ہر میدان میں کامیابی کے جھنڈے گاڑھے ہیں اور اس بات کو پوری دنیا تسلیم کرتی ہے کہ ادبی سرمایہ جو عساکر پاکستان نے نظم ونثر کی صورت میں محفوظ کیا ہے۔تحقیق کے طالب علم کے لیے توجہ کا طالب ہے۔

حوالہ جات

۱۔ گلزار احمد، بریگیڈیئر، پیش لفظ: جنگ کے رنگ، از سید ضمیر جعفری، لاہور: مکتبہ کاررواں، ۱۹۵۲ء، ص: ۷

۲۔ تبسم کاشمیری، ڈاکٹر، اُردو ادب کی تاریخ، ابتدا سے ۱۸۵۷ء تک، لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ۲۰۰۳ء، ص: ۲۹۱

۳۔ قاسمی، احمد ندیم، نقدیمات، مشمولہ: درد کا سورج، از ڈاکٹر محمد خان اشرف، لاہور: الوقار پبلی کیشنز، دوسرا ایڈیشن، ۱۹۹۸ء، ص: ۱۲

۴۔ غلام سرور، کرنل، مضمون: عساکر پاکستان کی علمی و ادبی خدمات، مشمولہ: پاکستانی ادب (مجلّہ) پہلی جلد، مرتبہ: رشید امجد، راولپنڈی، ۱۹۸۱ء، ص: ۵۹۰

۵۔ رشید نثار، مضمون مشمولہ: کرنل محمد خان: شخصیت اور فن، از بریگیڈیئر اسماعیل صدیقی، اسلام آباد: اکادمی ادبیات، ۲۰۰۸ء، ص: ۱۲۴۔۱۲۰

۶۔ ضمیر جعفری، سید، نشاط تماشا، ماضی الضمیر، لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ۱۹۹۳ء، ص: ۱۶۰

☆......☆......☆